جناب ضیاء الحق صاحب

فلسطینی انتخابات میں حماس کی تاریخی فتح

اسرائیل، امریکہ اور یورپی یونین کا منافقانہ کردار

مشرق وسطیٰ ایک بار پھر عالمی سیاست کا مرکز و محور بن گیا ہے بالخصوص فلسطین کے پارلیمانی انتخابات میں عسکریت پسند تنظیم حماس کی کامیابی نے دنیا کو حیران اور اسرائیل اور اس کے حمایتی ٹولے کو پریشان کر دیا ہے۔ عراق میں صدر بش کی طرف سے اعلان فتح کے تین سال گزرنے کے بعد بھی اتحادیوں کو فتح نصیب نہیں ہوئی اور اس بدقسمت ملک میں خودکش دھماکوں نے نہ صرف عراقیوں بلکہ جدید اسلحہ اور ہتھیاریوں سے لیس اتحادی اور عراقی فوجیوں کو غیر محفوظ بنا دیا ہے۔ جس سے امریکی افواج کے انخلاء کے مطالبوں میں بھی اضافہ ہو رہا ہے لیکن امریکی صدر بش اب دنیا کو ایرانی خطرہ سے خوفزدہ کرنے اور اسکے خلاف پابندیوں کے لئے عالمی برادری کا تعاون حاصل کرنے کی مہم تیز کر چکے ہیں جس میں برطانیہ جرمنی اور فرانس کے علاوہ دیگر ممالک بھی ان کے ساتھ دینے پر آمادہ ہو چکے ہیں۔ فلسطین میں امن کے عمل کو آگے بڑھانے کے لئے یاسر عرفات کی وفات کے بعد مغربی ممالک محمود عباس کی حمایت کرتے آئے تھے اور ان کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے انہوں نے اسرائیل پر بھی دباؤ بڑھا دیا تھا۔ جس کے بعد سابق اسرائیلی وزیراعظم ایریل شیرون نے غزہ سے اسرائیلی فوجیوں اور آبادکاروں کو نکال کر یہ علاقہ فلسطینی انتظامیہ کے حوالے کر دیا تھا۔ اسرائیل کے اس اقدام کے بعد یہ توقع کی جا رہی تھی کہ پارلیمانی انتخابات میں الفتح کو پہلے سے کہیں زیادہ نشستیں ملیں گی لیکن انتخابی نتائج ان توقعات کے الٹ نکلے غیر حتمی نتائج کے مطابق انتخابات میں کل 132 نشستوں میں سے حماس نے 76، فتح نے 43، پی ایف ریلی پی نے 3، بادل نے 2، آزاد فلسطین جماعت نے 2، اور تھرڈ وے پارٹی نے 2، نشستوں پر کامیابی حاصل کر لی ہے انتخابات میں حماس کی واضح برتری حاصل کرنے کے بعد اسرائیل اور مغربی ممالک نے اپنی توپوں کا رخ اسی کی طرف کر دیا ہے اور اسرائیل نے اعلان کیا ہے کہ وہ ایسی کسی حکومت سے مذاکرات نہیں کرے گا جس میں حماس شامل ہو، اسرائیلی وزیراعظم ایہود اولمرٹ نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ اسرائیل کسی ایسی فلسطینی حکومت سے مذاکرات نہیں کرے گا جس میں ایسے اراکین شامل ہوں جو اسرائیل کی تباہی چاہتے ہوں امریکہ کے صدر بش نے حقیقت حال تسلیم کرتے ہوئے حماس سے غیر مسلح ہونے، اسرائیل کو تسلیم کرنے اور علاقہ میں

قیام امن کے لئے کام کرنے کا کہا ہے جبکہ برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے بھی حماس سے راہ راست پر آنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ حماس کو اب جمہوریت اور تشدد میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہوگا‘ اسرائیلی وزیر خارجہ نے یورپی یونین سے اپیل کی ہے کہ وہ خطہ میں دہشت گرد حکومت کا راستہ روکے واضح رہے کہ یورپی یونین فلسطینی انتظامیہ کے لئے سب سے بڑا سہارا ہے جس نے پچھلے چند سال کے دوران فلسطینی انتظامیہ کو سب سے زیادہ امدادی رقوم فراہم کی ہیں۔

آج سے 19 سال قبل 1987 میں قائم ہونے والی اسلامی مزاحمتی تنظیم حماس (حرکت المقاومۃ الاسلامیہ) نے اسرائیلی کارروائیوں کا بڑی فراخدلی سے جواب دیا ہے۔ الفتح تنظیم کی طرف سے اوسلو معاہدہ میں اسرائیل کے وجود کو تسلیم کرنے کے بعد حماس نے اسرائیلی درندہ صفت فوجیوں پر اپنے حملے اور زیادہ تیز کر دیئے تھے بالخصوص دوسری انتفادہ کے دوران اکثر خودکش حملوں کی ذمہ داری اس نے قبول کی ہے جس سے یہ تاثر ابھرتا ہے کہ حماس طاقت کے بل بوتے پر فلسطین کو آزاد کرنا چاہتا ہے۔ اسرائیلی قیادت کے بقول حماس کا منشور اسرائیل کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا ہے یہ درست ہے کہ حماس ارض فلسطین کو ایک اسلامی وقف سمجھتی ہے جو کسی غیر مسلم کی ملکیت میں نہیں دیا جاسکتا لیکن زمینی حقائق کچھ اور بیان کررہے ہیں دوسری جنگ عظیم کے بعد اس جنگ کے فاتحین نے دینا بھر سے یہودیوں کو لاکر ارض مقدس میں آباد کیا اور انہیں اپنی قومی ریاست کے قیام کے لئے ورغلایا جس کے بعد صیہونی تحریک مزید زور پکڑ گئی اور صیہونیوں نے شدت پسند تنظیم بنائی جس نے 1948ء کی عرب اسرائیل جنگ کے دوران فلسطینیوں کا قتل عام کیا انہیں اپنی آبائی زمینوں سے بے دخل کر کے ہمسایہ ممالک میں پناہ لینے پر مجبور کیا گیا اور پھر ایریل شیرون کی طرح کے درندہ صفت یہودیوں نے ان کی زندگی اجیرن بنادی۔ اسرائیل نے اندرون ملک فلسطینیوں کو سکون سے جینے دیا نہ انہیں بیرون ملک زندگی گزارنے کا حق دیا گیا۔ صابرہ اور شتیلہ کے مہاجر کیمپوں میں جس طرح فلسطینیوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی‘ غزہ کی پٹی اور مغربی کنارہ میں جس طرح فلسطینیوں کو اٹھا اٹھا کر قتل کیا جاتا رہا اور آدھی صدی سے زیادہ عرصہ کے دوران جس طرح معصوم اور نہتے فلسطینیوں کو جس طرح کے ظالمانہ اور استبدادی ہتھکنڈے آزما کر فلسطینیوں کو ایک آزاد فلسطینی ریاست کے قیام سے روکا گیا۔ اس کا جواب فلسطینی مظلومین خودکش حملوں سے نہ دیتے تو اور کیا کرتے فلسطینیوں کے پاس اسرائیل اور عالمی برادری نے اور رہنے ہی کیا دیا ہے۔ ان کے پاس صرف اپنی جانوں کا بوجھ ہی تو رہ گیا ہے اب وہ اپنی مٹی کے لئے اپنی جانوں کی بھی قربانی نہ دیں تو کیا کریں؟ حماس تنظیم کا قیام اور اس کی کارروائیاں بھی شاید فلسطینیوں کی ایک مجبوری تھی جس کا ازالہ کیا جانا چاہیے بصورت دیگر آگ اور خون کا یہ کھیل کبھی ختم نہیں کیا جاسکے گا اگرچہ فلسطینی عوام اس کھیل کو جیتنے کی پوزیشن میں نہیں لیکن اسرائیل کو بھی فتح کی توقع نہیں

رکھنی چاہیے کیونکہ تحریک حریت کے پروانوں کو ظلم و جبر کا بازار گرم کر کے خاموش نہیں کیا جا سکتا۔ حماس نے انتخابات کے دوران اسرائیل کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی بات اپنے منشور سے نکال دی تھی جو یہ یقین کرنے کے لئے کافی ہے کہ اگر اسے سیاسی عمل میں شریک کیا گیا اور اس کے مطالبات ان لئے گئے تو حماس تشدد کا راستہ چھوڑ دے گی علاوہ ازیں 2004ء میں حماس نے اسرائیل کو دس سال کے لئے جنگ بندی کی پیشکش کردی تھی اب اگر اسرائیل ہی جنگ بندی کے لئے تیار نہیں تو اس میں حماس کا کیا قصور ہے حماس نے عملاً اسرائیل کو تسلیم کرلیا ہے اور اگر اسے حکومت بنانے کا موقع دیا گیا تو حماس کے رہنما اسرائیل سے مذاکرات کے لئے بھی تیار ہوں گے۔ اس وقت حماس کو فلسطینی عوام کی اکثریت کی تائید و حمایت حاصل ہے۔ جس کے بل بوتے پر نئی قیادت کوئی بھی فیصلہ کرنے میں کوئی مشکل محسوس نہیں کرے گی۔ اس لئے حماس کی جیت کو خطہ میں قیام امن کیلئے ایک بہترین موقع سمجھنا چاہیے اور اسے ضائع کردینے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

ایک اہم سوال یہ ہے کہ انتخابات میں حماس نے ہی اکثریتی نشستوں پر کیوں کامیابی حاصل کی؟ حقیقت یہ ہے کہ حماس صرف ایک عسکریت پسند تنظیم ہی نہیں اسرائیلیوں پر حملے اس کا عسکری ونگ عزالدین القاسم بریگیڈ ہی کرتا رہا ہے۔ حماس صرف اس بریگیڈ تک ہی محدود نہیں بلکہ اندرون فلسطین یہ ایک مضبوط سیاسی جماعت ہے جس کی شاخیں فلسطین کے کونے کونے میں موجود ہیں۔ پچھلے چند سال کے دوران حماس نے جس طرح منظم انداز میں فلسطینیوں کو درپیش مسائل پر ان کا ساتھ دیا جس طرح صحت و تعلیم کے مراکز کھولے اور جس طرح میرٹ کی بنیاد پر مستحقین کو مالی اور اخلاقی مدد فراہم کی اس سے اس تنظیم نے فلسطینیوں کے دل جیت لئے۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ اس تنظیم نے الفتح کی طرح اسرائیل کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالے ہیں بلکہ مصیبت کی گھڑی میں فلسطینی معصومین کا بھرپور ساتھ دیا ہے۔ حماس کی طرف سے اسرائیل کو تسلیم کرنے سے انکار کے بعد اسرائیل نے ٹیکسوں کی مد میں فلسطینی انتظامیہ کو دی جانے والی 45 ملین ڈالر کی رقم منجمد کردی ہے جو یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ حماس کی طرف سے نہیں بلکہ اسرائیل کی طرف سے ہو رہا ہے۔ حماس 1967ء کی جنگ سے قبل اسرائیل کے علاقوں کو اسرائیل کی ملکیت تسلیم کرنے کے لئے رضامند دکھائی دے رہی ہے۔ لیکن اس جنگ کے دوران اور اس کے بعد بھی اسرائیل نے عرب علاقوں کو ہتھیانے کی پالیسی جاری رکھی ہوئی ہے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو غاصب اسرائیل کے سامنے گھٹنے نہ ٹیکنا حماس کا ایک درست موقف ہے۔ جس سے فلسطینیوں کی بہتر ترجمانی ہو رہی ہے۔ اسرائیل فلسطینی شہریوں کے علاوہ الفتح اور حماس کے متعدد رہنماؤں کو موت کے گھاٹ اتار چکا ہے اس نے فلسطینیوں کو ٹارگٹ کلنگ کا بازار بنا دیا ہے۔

موجودہ صورتحال میں لچک دکھانے کی ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے اگر اسرائیل لچک نہیں دکھا رہا ہے تو

عالمی برادری کو حماس یا پھر عرف عام میں فلسطینیوں سے عدم تعاون کا گلہ نہیں کرنا چاہیے۔فلسطین سے باہر عراق میں بھی مسلمانوں کا خون ارزاں ہو چکا ہے۔امریکی غلطی اور بدمعاشی کی قیمت آج عراقی عوام ادا کر رہے ہیں جن کی جان و مال کہیں بھی محفوظ نہیں۔عراق میں 2 کھرب ڈالر کے نقصانات کے باوجود امریکہ کے حواس بحال نہیں ہو رہے ہیں۔اور صدر بش نے عراق سے اپنے فوجیوں کے انخلاء کا مطالبہ مسترد کر دیا ہے۔اس سے انکار نہیں کہ عراق میں امریکی ہلاکتوں کا آئندہ انتخابات پر گہرا اثر پڑے گا لیکن حقیقت یہ ہے کہ امریکہ اور اس کے پٹھو مسلمانوں کے در پے آزاد ہو چکے ہیں۔جنہوں نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے۔عراق کے ہمسائے ایران کے خلاف بھی امریکہ اور اس کے حواریوں کے عزائم کھل کر سامنے آ رہے ہیں۔جن کی خواہش ہے کہ ایران پر اقتصادی پابندیاں عائد کر کے اس کی معیشت کا جنازہ نکال دیا جائے۔امریکہ برطانیہ اور فرانس نے اپنے ہاں جوہری ہتھیاروں کے انبار لگا دیئے ہیں جن سے دنیا کے وجود کو ہی خطرہ لاحق ہے لیکن آج کی دنیا کے یہ بدمعاش ایران کو ہی ہدف بنائے ہوئے ہین۔سی آئی اے کی اس رپورٹ کے باوجود کہ ایران ایٹمی ہتھیاروں کی تیاری سے اب بھی دس سال کے فاصلے پر ہے' مغربی ممالک ایران کو تنہا کر کے اسے اپنے سامنے جھکانا چاہتے ہیں۔لیکن دوسری طرف ایرانی قوم ڈٹ کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئی ہے۔محمود احمد نژاد اس معاملہ پر آج پہلے سے کہیں زیادہ مقبول ہیں اور پوری قوم ان کے ساتھ ہے۔ لیکن بیرون ملک امریکہ کا مسئلہ چل رہا ہے اور غالب امکان ہے کہ امریکہ اپنی چالبازیوں میں کامیاب بھی ہو جائے۔

موجودہ صورتحال میں اسلامی دنیا غیروں کے ہاتھ یرغمال بنی نظر آ رہی ہے۔ہر جگہ مسلمان روندے جا رہے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ آج دنیا بھر میں خوف و ہراس پھیلانے والے واقعات میں مسلمان ہی ملوث پائے جاتے ہیں۔ عالمی امن کے ٹھیکیداروں کو مسلمانوں کی ابتر صورتحال کا احساس ہونا چاہیے۔لیکن انہیں یہ احساس تب تک نہیں ہوگا' جب تک ہم خود کو اس قابل نہ بنائیں۔ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم اپنے مسائل کے لئے غیروں کو مورد الزام ٹھہرا کر خود بری الذمہ ہونا چاہتے ہیں۔جب تک مسلمان اپنے اندر کی برائیوں اور غلطیوں کا خاتمہ نہیں کرتے تب تک مسلمانوں کو چین نصیب نہیں ہوگا۔ضرورت اس امر کی ہے کہ او آئی سی اور انفرادی طور پر تمام مسلمان ممالک اس اہم موڑ پر اپنا سرگرم کردار ادا کریں۔فلسطین عراق اور ایران کے حوالے سے بالخصوص پاکستان کو بھی اپنا متحرک کردار ادا کرنا ہوگا۔ اگر آج ہم اپنی صفوں کو درست نہیں کریں گے تو کل ایک خوفناک مستقبل ہمارا انتظار کر رہا ہوگا۔

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے